ضبط و ترتیب ادارۃ الحق

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ

# اسلامی ممالک میں اسلامی قانون سازی

## اسلام آباد کے بین الاقوامی نفاذِ شریعت کانفرنس میں خطاب

اسلامی سیکرٹریٹ سعودی عرب کے زیرِ نظم اسلام آباد میں منعقد ہونے والے بین الاقوامی نفاذِ شریعت کانفرنس میں ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۹ء کی شام کو حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے حسب ذیل خطاب فرمایا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے پورے طور پر وہ اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکے۔ یہ تقریر اسی وقت ماہنامہ الحق کے لئے نوٹ کی گئی۔ یہ سہ روزہ کانفرنس اسمبلی ہال میں منعقد ہوئی۔ اس نشست کی صدارت امارات متحدہ عربیہ کے چیف جسٹس جناب شیخ عبدالعزیز آل مبارک ابوظہبی فرما رہے تھے۔ (ادارہ)

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) جناب صدر محترم، علماء کرام، معزز حضرات۔ سب سے پہلے میں انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے یہاں پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عطا فرمایا اور جو باہر سے علماء و فقہاء پاکستان تشریف لائے ہیں ان کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں۔

میں متفرق طور پر چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج عالم اسلام میں اسلامی نظام کے قیام اور اسلامی قانون کے تنفیذ کا ایک جذبہ ابھرا ہوا ہے کسی بھی اسلامی ملک میں آپ جائیں تو ایک ہی بات مشترک طور پر محسوس کی جا سکتی ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مسلم آبادی کا اجتماعی نظام اسلام کے اصول کے مطابق نہیں ہے۔ اس بات سے ہر شخص پریشان اور مضطرب ہے۔ اس سلسلہ میں کافی مشکلات بھی ہیں۔ زمانہ آگے جا رہا ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا ہے۔ نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور چودہ سو سال سے زمانہ نئے مسائل پیدا کرتا چلا آ رہا ہے ان پر فقہی انداز سے سوچنا اور ان کے لئے قانون وضع کرنا یہ ایک مشکل مرحلہ ہے جسے ہم نے عبور کرنا ہے

اس میں سب سے بنیادی مسئلہ ہے رجوع الی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول ۔ ذٰلک خیرٌ واحسن تاویلا ۔ تو بنیادی ماخذ قرآن وسنت ہوا۔ اس کے بعد ہمیں فقہا کے اجتہادات اور امت کے اجماع سے بھی استفادہ کرنا ہے۔ اگر چودہ سو سال میں کسی وقت بھی امت نے کسی ایک مسئلہ میں اجماعی طور پر کوئی فیصلہ کیا تو اس کے بعد اس کے بدلنے کا کسی کو بھی اختیار نہیں۔ کتاب و سنت کے بعد اجماع امت کا ایک مقام ہے جسے ہم نے ملحوظ رکھنا ہے۔ فروعی مسائل میں فقہا کے مجتہدات اور نظائر ہمارے سامنے ہیں تو واضح صورت حال ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

پھر یہ ضروری نہیں کہ ہر ملک میں ایک ہی قسم کا قانون ہو اگر کسی جگہ امام ابوحنیفہ کے مقلدین ہیں اور ان کی فقہ پڑھنے پڑھانے والے ہیں۔ وہاں ان کی کتابیں کثرت سے ہیں۔ فقہ حنفی کے علماء موجود ہیں جن سے رجوع کیا جا سکتا ہے تو وہاں کا قانون فقہ حنفی کے مطابق ہوگا۔ امام شافعی مصر میں ٹھہرے تو وہاں اکثر لوگ شافعی المذہب ہیں ان کی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے والے ہوں گے۔ ان کی کتابیں وہاں رائج ہوں گی۔ تو وہاں کا قانون اگر فقہ شافعی کے مطابق ہو تو اس میں حرج کی کوئی بات نہیں۔ مغاربہ۔ الجزائر وغیرہ میں فقہ مالکی پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ مجتہدات مالک کے مطابق فتوٰی دیتے ہیں اگر فقہ مالکی کے مطابق قانون ہو تو وہاں کے مزاج کے عین مطابق ہوگا۔ جہاں پر حنابلہ کی تعداد زیادہ ہے جیسے سعودی عرب میں، علماء حنابلہ کثرت سے ہیں تو اگر وہاں فقہ حنبلی ہو تو ہمیں محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ ہر ملک کے مقتضیات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک پاکستان کا مسئلہ ہے تو یہاں غالب اکثریت فقہ حنفیہ کے مطابق ہے۔ یہاں پورا ذخیرہ کتب حنفی کا موجود ہے۔ باقی فقہا کے مجتہدات کا ذخیرہ اتنا یہاں نہیں نہ اتنے علماء۔ وفقہاء کہ جن کو رجوع کیا جاتے تو لازماً فقہ حنفی کو ترجیح دی جائے گی۔ یہاں دستور پاکستان میں ہم نے صرف کتاب وسنت کو قانون سازی کا ماخذ قرار دیا ہے جس کے مطابق قانون سازی ہوگی۔ الغرض ہم کسی نزاع میں نہیں نہ ہمارا ذہن الجھا ہوا ہے۔ فقہ حنفی میں اگر کوئی مسئلہ نظر نہ آیا تو کسی اور مذہب سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس میں ممانعت نہیں ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ یہ کون کرے اجتہاد کے تمام شرائط سے بڑھ کر اہلیت، تقوٰی، طہارت خدا ترسی ہو۔ اس میں، کسی معمولی غلطی کو محسوس کرے تو اس سے فوراً رجوع کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں اس وقت ہمارے ملک میں یا کسی بھی ملک میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس میں اجتہاد کی یہ ساری شرائط ہوں۔ کوئی ایک شخص متخصص فی الحدیث ہے۔ ایک شخص فقہ اور افتاء میں متخصص ہے کوئی تفسیر کے علوم میں متخصص ہے تو کوئی لغت عربی میں۔ اگر یہ سب اکٹھے ہو کر کوئی فیصلہ کریں تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تمام متخصص شخص واحد مجتہد کی طرح ہے اس طرح ان کے اجتماعی مسائل و آراء کو قبول کیا جائے تو ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔